بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, October 18, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ
لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٨٤﴾ آمَنَ
الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ
وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾

ترجمہ : شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے ۔
تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے تو اور چھپاؤ گے تو خدا تم سے اس کا حساب لے گا ۔ پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے ۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔ رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں ، اور مومن بھی ، سب خدا پر ، اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (خدا سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا ۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, October 18, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ
لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٨٤﴾ آمَنَ
الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ
وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾

ترجمہ : شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔
تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے تو اور چھپاؤ گے تو خدا
تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے
عذاب دے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ رسول
اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان
رکھتے ہیں، اور مومن بھی، سب خدا پر، اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں
پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں سے
کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (خدا سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم)
سنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ
کر جانا ہے ○

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم، غیر سرکاری دن کی بنا پر آج وقفۂ سوالات نہیں ہے رخصت کی درخواستیں لے لیتے ہیں۔

جناب ارباب نور محمد نے ایوان سے ۱۸ ر اکتوبر کی رخصت کیلئے درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب حمزو خان بلیجو ایوان میں ۸ ر اکتوبر سے ۱۱ ر اکتوبر تک شرکت نہیں کر سکے' اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب صاحبزادہ محمد الیاس اپنی نجی مصروفیات کی بنا پر ۱۵ ر اکتوبر کو ایوان میں شرکت نہیں کر سکے' اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: خواجہ کمال الدین انور نے اپنی بیماری کی بنا پر ایوان سے ۱۸ ر اکتوبر کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی اکرم سلطان نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے ۱۸ ر اکتوبر کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

PRIVILEGE MOTIONS

جناب چیئرمین: تحریک استحقاق، نمبر ۲۷، جناب عبدالرحیم میرداد خیل۔

PRIVILEGE MOTION; *RE*: INADEQUATE COVERAGE OF THE SENATE PROCEEDINGS BY THE PTV AND PBC

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ مورخہ ۱۵ اکتوبر کے سینیٹ کے اجلاس کے بارے میں ریڈیو کے ساڑھے دس بجے رات کے خصوصی پروگرام میں سوالات کرنے والے ارکان سینیٹ کے نام نہیں بتائے گئے جب کہ قومی اسمبلی کی کارروائی کے بارے میں ریڈیو کے پروگرام میں سوالات کرنے والے تمام ارکان اسمبلی کے نام بتائے جاتے ہیں اس طرح میں نے بلوچستان سے مری قبیلے کے افراد کے افغانستان جانے کے سلسلے میں اس روز سینیٹ میں پیش ہونے والی تحریک التوا کی بھرپور تائید و حمایت کرتے ہوئے اس بارے میں حقائق تفصیل سے بیان کئے تھے لیکن ریڈیو اور ٹی وی میں بالترتیب ۸ بجے اور ۹ بجے نشر ہونے والی خبروں میں اس بارے میں میرے حوالے سے کچھ نہیں بتایا گیا اس سے ظاہر ہے کہ وزارت اطلاعات و نشریات کے ادارے پارلیمنٹ کے تمام ارکان کے ساتھ یکساں سلوک روا نہیں رکھتے جس سے مجھ سمیت اس ایوان کے تمام ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Kazi Abdul Majid Abid: Yes Sir, opposed.

جناب چیئرمین: اگر آپ اس کی مزید تشریح کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! ویسے بھی سینیٹ کی جو ایوان بالا ہے کارروائی کو یکسر نظر انداز کیا جاتا ہے لیکن اگر ان کا یہ خدشہ ہے کہ جناب بیک وقت چونکہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کا اجلاس ہوتا ہے اس لئے وہ ان خبروں کو یکساں طور پر نشر کرنے میں لیت و لعل سے کام لیتے ہیں تو اس کا خصوصی پروگرام ہونا چاہیئے اور اہم خبروں میں بھی ان کا ذکر ہونا چاہیئے۔ اس پارلیمنٹ کا بہت وقار رہے جیسا کہ اور جمہوری

[Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel]

ملکوں میں آپ دیکھیں تو ان کو بہت بڑی publicity ملتی ہے اور ان کے وقار میں بہت اضافہ ہوتا ہے اگر اس کے مقابلے میں ہم دیکھیں کہ کرکٹ میچ کے بارے میں صبح ساڑھے آٹھ بجے سے لے کر ساڑھے چار بجے تک مسلسل کھیل دکھایا جاتا ہے تو کیا پارلیمنٹ کے اراکین، جو اہم قومی مسائل پر بات کرتے ہیں انکی کارروائی نشر نہیں کر سکتے وہ کیا وجوہات ہیں کہ وہ اس پر دھیان نہیں دیتے، میں مشکور ہوں گا اگر وزیر محترم جو خود بھی جو ایک معتبر صحافی ہیں اس طرف توجہ دیں اس طرح وہ اس پارلیمنٹ کے وقار میں اضافہ کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ شکریہ!

قاضی عبدالمجید عابد (وزیر اطلاعات و نشریات): میں محترم رکن سینیٹ کے اعتراض پر یہی عرض کروں گا کہ ان کو اس بات کا یقین ہونا چاہیئے کہ ملکی ذرائع ابلاغ ہر ایک رکن کا چاہے وہ قومی اسمبلی کا ہو یا سینیٹ کا یکساں احترام کرتے ہیں اور حتی الوسع کوشش یہی کی جاتی ہے کہ سب کی تشہیر کی جائے اگر 9 بجے کی "نیشنل ہک اپ" میں ان کی خبریں نہیں آتی ہیں تو بھی قومی اسمبلی اور سینیٹ کی کارروائی جو پھر ساڑھے دس بجے خاص پروگرام کے ذریعے بتائی جاتی ہے اس میں اکثر ممبر صاحبان کی جو بھی کارروائی ہوتی ہے اس کا صحیح عکس پیش کیا جاتا ہے اور اس معاملے میں معلوم کرنے سے مجھے پتہ چلا ہے کہ ۱۵ر اکتوبر ۸۷ء کو پاکستان ٹیلیویژن نے رات 9 بجے نشر ہونے والے خبرنامے میں سینیٹ کے اجلاس کی خبر تو دی ہے وقت کی کمی کے باعث صرف سینیٹر مولانا سمیع الحق کا نام اس میں لیا گیا ان کی تحریک التوا کا ذکر کیا گیا اور اس تحریک کی مخالفت میں جو بیان دیا گیا اس کی خبر دی گئی، جبکہ اسی ٹیلیویژن کے خصوصی پروگرام سینیٹ کے اجلاس میں ایوان کی ۱۵ر اکتوبر کی صبح کی کارروائی کو تفصیل سے بیان کیا گیا، سینیٹر طارق چوہدری کی تحریک جو کہ مری قبیلے کے لوگوں کے افغانستان جانے کے بارے میں تھی اس میں بھی جناب آنریبل سینیٹر میر داد خیل صاحب کا ذکر ہے کہ انہوں نے اس کی تائید کی، اسی طرح سے پاکستان براڈکاسٹنگ سے بھی

سینیٹ کے اجلاس کے بارے میں ریڈیو کے ساڑھے دس بجے کے خصوصی پروگرام میں جناب عبدالرحیم میرداد خیل کی تحریک کے ساتھ ان کا نام بھی نشر کیا گیا اور اس حالت میں اب امتیاز کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے نہ ایسی کوئی نیت ہے اور نہ یہ کبھی دانستہ کیا جاتا ہے دیکھنا یہ ہے کہ وقت کتنا میسر ہے، نیشنل نیوز ہک اپ پر تو بڑا ٹائیٹ پروگرام ہوتا ہے اور ویسے بھی میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی میرداد خیل صاحب کو اتنا احساس نہیں ہونا چاہیئے نام آتے رہتے ہیں ہماری نیت ان کو نظرانداز کرنے کی قطعاً نہیں ہے میں آئندہ پھر مزید تاکید بھی کر دوں گا کہ میرداد خیل صاحب اور سینیٹ کے دیگر ممبر حضرات کا خاص خیال کیا جائے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! اس میں صرف نام کی بات نہیں ہے کہ میں نے حمایت کی جو کچھ میں نے کہا تھا وہ حقائق پیش نہیں کئے گئے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو ہم سوالات کرتے ہیں سینیٹ کی باقاعدہ کارروائی کا وہ ایک حصہ ہے تو اس میں نام نہیں لئے گئے کہ فلاں شخص نے یہ یہ سوالات کئے تھے اس کا یہ یہ نام ہے جس طرح قومی اسمبلی کا نشریہ ہوتا ہے اس میں ممبران قومی اسمبلی کا باقاعدہ نام لیا جاتا ہے کہ ان ان افراد نے ان ان موضوعات پر سوالات کئے تھے باقی وزیروں کا تو ہم نہیں کہہ سکتے ریڈیو اور ٹی وی پر ان کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ لیکن کم از کم یہ ہے کہ آخر یہ ممبران بھی پاکستان کی قوم کے ممبران ہیں اور قوم کے مسائل ہم پیش کرتے ہیں ہم یہاں صرف ٹی اے ڈی اے لینے کے لئے نہیں آتے، ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مظلوم عوام کی فریاد کو ذرائع ابلاغ تک پہنچایا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! محترم ممبر صاحب کی یہ ایک دیرینہ شکایت ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا ابھی تک ازالہ نہیں ہو سکا حالانکہ اس میں غالباً تمیز اور رواداری کی کوئی صورت نہیں نکلتی لیکن سب سے پہلے یہ سوال جناب میرداد خیل صاحب نے ۲۲ اگست ۱۹۸۵ء کو اٹھایا تھا اور تقریباً یہی مضمون تھا اور یہی شکایت تھی میں وہ آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں جیسے وہ سینیٹ کے فیصلے میں ظاہر ہو رہا ہے۔

[Mr. Chairman]

On the 22nd August 1985, Senator Abdur Rahim Mir Dad Khel sought leave to move and adjournment motion to discuss the failure of the PTV and the PBC to give names of individual Senators in their programmes covering the Question Hour part of the proceedings of the Senate. The mover contended that through TV and PBC coverage the people get to know what questions their representatives ask in the House but inadequate coverage of it by the media frustrates that objective. The Justice Minister Mr. Iqbal Ahmad Khan at that time, on the other hand, contended that no obligation could be imposed on the news media to give total coverage of the proceedings. The media had full authority to give coverage to the proceedings of the House in any manner they liked and there were several rulings of the Chair in support of this contention. The mover, he said, was perhaps under the impression that the Government could give such directives to the news media. This was not, he contended, desirable or otherwise within the Government's authority. He, therefore, said that the motion should be held inadmissible. Ruling out the motion the Chairman observed that the Justice Minister was absolutely right that news media could not be obliged to give coverage to a particular item in a particular manner. Besides he said the matter was not one of urgent public importance. The Chairman also observed that in his view the news media otherwise gives adequate coverage to the proceedings of the House. Some time later, the same question was raised—this time by five Senators together. I would not bother the House about the details of what happened but the ruling ultimately was that non-coverage or inadequate coverage does not give rise to a breach of privilege wither of the House or of an individual Member. The Senate has not control over the media regardless of whether they are under Government control or not. We can act under law but not otherwise. The Senate has no executive authority to direct anybody to do this or not to do that.

آپ کی جو تحریک ہے وہ محترم وزیر صاحب نے سن لی ہے اور اس کا وہ حتی الوسع ازالہ کریں گے لیکن جہاں تک پریولیج موشن کا تعلق ہے جیسے میں نے پہلے دو تین دفعہ یہی رولنگ دی ہے تو یہ استحقاق کی موشن نہیں بن سکتی۔ رولڈ آؤٹ آف آرڈر۔

ADJOURNMENT MOTION

جناب چیئرمین: ایڈجرنمنٹ موشن۔ چار تحریکیں نمبر ۸۹، ۸۳ اور ۹۷ جناب

طارق چوہدری صاحب کے نام پر ہیں انہوں نے درخواست دی ہے ۔ انہوں نے جاوید جبار صاحب کے نام پر بھی درخواست دی ہے کہ ان تحاریک کو ڈیفر کیا جائے کیونکہ وہ آج اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ ایک اور بھی جناب طارق چوہدری صاحب کی ہے وہ بھی اسی بنا پر ڈیفر کی جاتی ہے۔ دو اور تحریکیں جناب عبدالرحیم میرداد خیل کے نام پر ہیں لیکن وزیر متعلقہ نے درخواست کی ہے چونکہ وہ آج اجلاس میں کسی بناء پر شرکت نہیں کر سکتے تو ان کو کسی اور دن لیا جائے امید ہے آپ . . . .

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یہ کونسی ہے ؟

جناب چیئرمین : یہ ایک وہ ہے۔

"reported retrenchment of the employees of Pakistan Railways"

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : اچھا جی۔

جناب چیئرمین : آخر میں دو تحریکیں رہ جاتی ہیں۔ نمبر ۱۰۱ جناب عبدالرحیم میرداد خیل کے نام پر ہے اور دوسری ۱۰۳ قاضی حسین احمد صاحب کے نام پر ہے تو آپ ان کو پڑھ لیں۔ نمبر ۱۰۱

ADJOURNMENT MOTION; *RE*: WITHDRAWAL OF SAHABZADA YAQUB KHAN FROM THE RACE FOR THE POST OF DIRECTOR GENERAL UNESCO

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی مورخہ ۱۳ ۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں یہ اہم خبر شائع ہوئی ہے کہ صاحبزادہ یعقوب خان کی انتخابی مہم پر مبلغ ۷۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوئے صاحبزادہ یعقوب خان کو یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر منتخب کرانے کی مہم میں پاکستانی سفارتخانے کے اہل کار خاصے پریشان نظر آتے ہیں۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ حکومت پاکستان نے صاحبزادہ یعقوب خان کے ڈائریکٹر جنرل کا عہدہ حاصل کرنے کی مہم میں ۷۰ لاکھ روپیہ سے زیادہ رقم صرف کی مگر ووٹنگ کے پہلی ہی راؤنڈ میں شدید ناکامی کی وجہ سے حکومت پاکستان نے صاحبزادہ یعقوب خان کا نام امیدوار

[Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel]

کی حیثیت سے واپس لے لیا۔ مندرجہ بالا خبر سے یہ ظاہر ہوتا ہے غیر ممالک میں پاکستان کی صحیح قدر نہیں کی جاتی جس سے پاکستان کی ناکام خارجہ پالیسی کا اظہار ہوتا ہے میں تحریک کرتا ہوں کہ اس اہم مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے معمول کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Sahabzada Yaqub Khan: Yes, Sir.

جناب چیئرمین: شکریہ! تشریح کرنا چاہتے ہیں تو فرمایئے۔

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: جناب والا! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک غریب ملک ہونے کے باوجود سفارتخانے کے ذریعے مسلسل ایک سال تک ۷۰ لاکھ روپے خرچ کر کے مہم چلائی اور اس کا کوئی result نہیں نکلا۔ دوسری بات یہ کہ اس کی کیا ضرورت تھی جب پاکستان کے امیدوار کو کامیاب ہونے کی توقع نہیں تھی اس نے انتخابی مہم چلانے اور الیکشن لڑنے کا اعلان کیوں کیا۔ جب کوئی شخص اعلان کرتا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ آثار ہوتے ہیں۔ پاکستان کے بیرونی ممالک سے خارجہ تعلقات کے علاوہ تعلقات صحیح ہوں اگر انہوں نے یقین دہانی کرائی اور عین ٹائم پر انکار کیا تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی ناکام ہو گئی ہے جو ۷۰ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں یہ تو اخبارات کے ذریعے معلوم ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے پس منظر کی پوری تحقیقات کی جائے اور پاکستان کی جو بدنامی ہوئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: چونکہ ایڈمسبلٹی پر بات ہو رہی ہے اس وقت اگر آپ یہ بھی توضیح کر دیں کہ کونسا particular issue ہے جو آپ موضوع بحث بنانا چاہتے ہیں۔ آپ نے جو اپنے نوٹس میں کہا ہے وہ یہ ہے کہ صاحبزادہ یعقوب خان نے ڈائریکٹر جنرل کا عہدہ حاصل کرنے کی مہم میں ۷۰ لاکھ روپے سے زیادہ رقم صرف کی مگر ووٹنگ کے پہلے ہی راؤنڈ

میں تشدید ناکامی کی وجہ سے حکومت پاکستان نے صاحبزادہ یعقوب خان کا نام امیدوار کی حیثیت سے واپس لے لیا۔ یہاں تک تو آپ نے اخبار کو کوٹ کیا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں "مندرجہ بالا خبر سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر ممالک میں پاکستان کی صحیح قدر نہیں کی جاتی۔ جس سے پاکستان کی ناکام خارجہ پالیسی کا اظہار ہوتا ہے میں تحریک کرتا ہوں کہ ان اہم مسائل پر بحث کرنے کے لئے معمول کی کارروائی روک دی جائے۔" آپ نے جو موضوع اٹھائے ہیں وہ کئی ہیں۔ ۷ لاکھ روپے کا ایک شوشہ ہے جو آپ نے پھر چھوڑ دیا ہے پھر آپ ناکام خارجہ پالیسی کی بات کرتے ہیں اور پھر آپ withdrawal کی بات کرتے ہیں ان میں سے آپ کونسا موضوع لینا چاہتے ہیں جس کے لئے اجلاس کی کارروائی روک کر اسے موضوع بحث بنایا جائے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: ایک تو یہ ہے کہ پاکستان کی جو رقم خرچ ہوئی ہے وہ ضائع گئی اس پر بھی اور یہ جو ناکام خارجہ پالیسی ہے اس پر بھی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ دونوں ایشوز ہیں۔

جناب چیئرمین: دونوں ایشوز ہیں۔ بہرحال جناب صاحبزادہ صاحب۔

Sahabzada Yaqub Khan: Thank you, Sir. I will cover both the issues.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: پاکستان کے پیسے تو بہت خرچ ہوئے لیکن یہ جو آخری حصہ ہے میں اس پر زور دیتا ہوں اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ سے وضاحت اس لئے چاہی کہ جو قانون ہے اس کے مطابق "it shall relate substantially to one definite issue". اور آپ نے ابھی مزید توضیح میں بھی یہ فرمایا کہ دو ایشوز ہیں تو اس وجہ سے بھی ایڈمیسبل ہونے کا مسئلہ ذرا مشکل ہو جاتا ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے اگر ایک شخص نماز پڑھتا ہے تو کیا وہ ایک ہی رکوع کرے گا یہ تو نہیں ہے اس میں دو سجدے ہوتے ہیں۔ اس میں

التحیات ہوتا ہے تو یہ بات نہیں ہوتی کہ اب یہی ایک بات ہے ۔

جناب چیئرمین : جو شخص عشاء کی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس نے یہ کہنا ہے کہ وہ عشاء کی نماز پڑھ رہا ہے یا صبح کی نماز پڑھ رہا ہے ۔ بہرحال : جناب صاحبزادہ صاحب ۔

Sahabzada Yaqub Khan: Thank you, Sir. I will be covering both the points, I am sure, to the satisfaction of the honourable Senator. Sir, I oppose the adjournment motion made by Senator Abdur Rahim Mir Dad Khel and also Qazi Hussain Ahmad Sahaib. I have listened carefully to the statement made by the honourable Senators and I would like to avail of this oportunity to clarify the situation for the benefit of these two Senators and also my colleagues here, through you Mr. Chairman.

First of all let me state that this was one of the most inexpensive campaigns undertaken to promote a candidacy for a major international organization. The figures which have been cited in the adjournment motion bear no relation whatsoever to reality. No expenditure other than what is normal on such occasions was , in fact, incurred. In the modern era multilateral diplomacy has assumed special importance. Countries which are active in international forums such as the United Nations, the Non-Aligned Movement, the Group of 77, and the Islamic Conference, enjoyed a great deal of influence and they can not be ignored or taken for granted by either the great powers or medium size powers or in fact, by any country in the world. A few examples are countries like Cuba, Algeria, Senegal and Zimbabwe. Pakistan also plays an important and an influential role in multilateral forums. It is because of this role that our principled position on vital issues such as Afghanistan have evoked broad international support. For the several years now multilateral organizations including UNESCO and the United Nations, have been severely criticised by the developed countries. The crisis in UNESCO has focussed in recent years on the person of Mr. M' Bow its present Director General.

On 6th October, last year Mr. M' Bow made a declaration that he would not be seeking a third were as UNESCO's Director-General. That is to say when his term expires on 14th November, 1987. In the past 40 years that is to say since the creation of UNESCO, the top post of UNESCO has been occupied by West Europe, Latin America and Africa. It was Pakistan's desire to ensure that UNESCO should continue to be led by a representative from the developing countries

for whom international cooperation in the fields of science, education and culture is most vital.

In presenting our candidature Pakistan responded to a broadly held view that Asia would now be offered the opportunity of serving in this important office. Five Asian candidates were putforward from Thailand, the Philippines, Indonesia, Bangladesh and Pakistan through the process of consultations within and outside the Asian region, three of these candidates namely—Bangladesh, the Philippines and Thailand withdrew their candidature leaving Pakistan and Indonesia in the filed.

Our candidature was actively and openly promoted through our embassies abroad. It received widespread support in Asia, Africa as well as from the developed countries. . . On the other hand, the candidature of Indonesia did not receive any encouraging support as indeed is evident from the results of the balloting. To begin with, I think, they got two votes and may be in the last ballot they may have received three or possibly four. Nevertheless, Indonesia maintained its candidature inspite of our continued efforts to dissuade them from doing so and they, therefore, prevented the emergence of a single consensus candidate from Asia.

Aware of this weakness in Asia's bid for the post, Spain putforward the nomination of Mr. Mayor, a Bio-Chemist, a few weeks before the election. Moreover, in a major reversal, the incumbent Director General, Mr. M' Bow, was nominated on 23rd September by Zambia which was at the head of the OAU. Therefore, the sponsorship of Mr. M' Bow's candidature by the African group changed the entire electoral and political process for Pakistan. We head received from a large number of African States commitments of support. In view of the OAU decision, these African states could no longer be counted upon because of their natural adherence to African solidarity which they held as paramount in this situation. Meanwhile, some countries like Sweden and the Latin Americans were attracted to the Spanish candidate. Some representatives in Paris were heard to argue that one Muslim should not succeed another. The Jewish lady who represented France, resigned dramatically ostensibly to protest her Government's decision to support Pakistan's candidature. Her regrettable action was motivated by prejudice and personal political ambition.

However, the very next day France officially reaffirmed the decision taken by President Mitterra and by Prime Minister Chirace,

[Sahabzada Yaqub Khan]

by both to support our candidature. Our colleague, Begum Inayat-ullah, gave an effective and spirited rejoinder to the motivated allegations of the French Lady.

Now in the first two ballots Sir, it became evident that African and Asian votes were split mainly between Mr. M'Bow and myself, the results being 18 for Mr. M'Bow, 16 for myself. From this it would be clear that if Mr. M'Bow had not entered the field at the last minute enjoying the support of the Organization of African Unity, the election had been virtually won by us because the minimum number of votes required was 26. If a candidate from developing country was to succeed, it was clear, one of us would have to step down from the contest. Pakistan was not prepared to be used or exploited by those who wished to block Mr. M'Bow's candidature and meanwhile, promote the candidature of someone from the developed countries. In other words use us to block Mr. M'Bow, use us like a battering-ram so that a third candidate could emerge and thereby we would vitiate our relations with Africa. We would vitiate the principle of Asian African solidarity and we would allow ourselves to be exploited in this manner for a third candidate to emerge. Pakistan as you know Sir, has important relations with the African states which have always stood by us on matters of principle. We could not afford to jeopardise these relations. The promotion of Afro-Asian solidarity is an important principle of Pakistan foreign policy, and is totally congruent with our non-aligned policy as well.

In these circumstances, the Government of Pakistan decided that I would not be a candidate for the post of Director General of UNESCO so long as Mr. M'Bow, the nominee of the OAU was on the list of candidates. This gesture of Pakistan was warmly and enthusiastically welcomed by Africa and third world countries. In the executive board, the Education Minister of Senegal on behalf of the African Heads of States of OAU, thanked Pakistan for its decision, I quote: "noble, sublime and gracious gesture". Other African delegates expressed similar sentiments and paid tribute to this honourable decision of Pakistan to avoid dissension in the ranks of Afro-Asia. Zambia which is at the head of OAU officially conveyed, "the gratitude of the Chairman of the OAU for this gesture of solidarity and for the demonstration of genuine concern for our mutual dignity and for the greater good of Afro-Asian cooperation." Our decision at that stage not to contest against Mr. M'Bow cannot be construed a defeat in the elections. It should be borne in mind, that, even without African support, my

candidature obtained 16 votes in the executive board against Mr. M'Bow's 18. Obviously if Mr. M'Bow had not been a candidate, and he became a candidate only two weeks before the actual elections, we would have easily secured the boards nomination.

Our decision reflected the independence of our foreign policy and belied the malicious allegations that our bid for the UNESCO post was at the behest of some developed countries. This bold act of solidarity with Africa will be helpful to Pakistan in the pursuit of its diplomatic objectives. Unfortunately subsequent developments in the executive board have brought no credit to the Third World. Despite our decision—Pakistan's decision not to compete against Mr. M'Bow, his candidature was unable to secure the required majority of 26 votes because some developing countries, particularly from Latin America, joined the majority of industrialized countries in supporting the candidature of Spain. Mr. M'Bow, therefore, decided to withdraw from the contest just before the final ballot yesterday. This vindicates our evaluation that Pakistan's candidature had the best chance of retaining the leadership of UNESCO for the developing countries. The atomsphere in which the Board has nominated the Spanish candidate has been bitter and acrimonious. Most developing countries of Africa and Asia are unhappy about this development. It is regretable that for the fifth time a western representative has been proposed to occupy the top post at UNESCO while Asia has never had the chance to lead this important organization. The Board's nomination has to be confirmed by a majority of the member states of UNESCO General Conference which starts tomorrow. Reports from Paris indicate that the Spanish candidate's nomination will be challenged by the African and by some Third World States at the General Conference. The final outcome of the election therefore, still remains some what uncertain.

In view of the detailed facts, I have placed before the House on this subject both with regard to the expenditure as also the rationale for our entering the field, the unforeseen and unpredictable events that denied us success and the circumstances attending these evets, I have tried to explain as succinctly as I could and I would, therefore, request the honourable Senator not to press his motion. In any case, as you mentioned yourself no one specific issue has been raised and as such, the motion was, in fact, inadmissible but in view of the importance of the subject and the interest of my colleagues indeed including the Senators, in question, I thought I would give you a brief

[Sahabzada Yaqub Khan]

and as succinct as possible, and account of rather a complex and very complicated set of balloting and elections. Thank you, Sir.

جناب چیئرمین: جناب صاحبزادہ صاحب کے تفصیلی بیان کے بعد کیا آپ اپنی تحریک پہ اصرار کریں گے؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں اتنی ہی تفصیلات بیان کروں گا جتنی انہوں نے بیان کی ہیں۔

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ موشن پہ اس وقت ایڈمیسبلٹی کی بات ہے اس پر آپ زور دیں گے تو مجھے رولنگ دینی پڑے گی آپ نے جو کچھ فرمانا تھا وہ آپ نے کہہ دیا اور جو صاحبزادہ صاحب نے کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ تو......

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: یہ تو مدعی، مدعا علیہ کے سامنے جج کو فیصلہ سنانا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: اس کتاب کے مطابق۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: ٹھیک ہے آپ کی کتاب تو مقدس کتاب ہے....

جناب چیئرمین: یہ مقدس کتاب اسی ایوان کی ہے۔ اور اسی ایوان نے بنائی ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں اتنی ہی وضاحت کروں گا کہ انہوں نے اتنی لمبی چوڑی تقریر کی۔ یہ دو لفظ کہتے کہ بھائی ناکامی ہوئی ہے۔ پاکستان نے جب بھی خارجہ پالیسی پر لڑائی لڑی ہے وہ ناکام ہوا ہے اور پاکستان نے جب دفاعی نقطہ نظر سے لڑائی لڑی ہے تو تب بھی اسے ناکامی ہوئی ہے....

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ صحیح نہیں ہے اور نہ اس کا اس تحریک سے کوئی تعلق ہے۔ please take your seat اتنا بس عرض کردوں کہ الیکشن میں ہار جیت ضرور ہوتی ہے جو الیکشن ہارتا ہے وہ بھی جیتتا ہے اگلے الیکشن کے لئے، اور

جو جیت جاتا ہے وہ بھی جیتتا ہے۔ اگر آپ نے فیض کا مطالعہ کیا ہو وہ فرماتے ہیں کہ

گر بازی عشق کی بازی ہے لگا دو سب کچھ ڈر کیسا

گر جیت گئے تو جیت گئے، ہارے بھی تو بازی مات نہیں

تو یہ الیکشن جو انٹرنیشنل لیول پہ ہوتے ہیں یہ بازی کبھی مات نہیں ہوگی۔ باقی ٹیکنیکل گراؤنڈز پر آپ نے ایک سے زیادہ issues اٹھائے ہوئے ہیں اور یہ جو رول ۷۱ (بی) ہے اس میں صاف الفاظ میں لکھا ہوا ہے۔

"It shall relate substantially to one definite issue."

دوسرے جس مفروضے پہ سب کا دارو مدار ہے کہ ستر لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے، صاحبزادہ صاحب نے اسے غلط ثابت کیا ہے۔ اور اس سے اگلے دن میرے خیال میں وزیراعظم صاحب نے بھی پریس کانفرنس میں اس کی تردید کی ہے کہ ۷۰ لاکھ روپیہ خرچ نہیں ہوا۔ تو یہ حقائق پہ based ہے اور نہ رولز کے مطابق ہے۔ مجھے رول آؤٹ کرنا پڑے گا۔

سردار خضر حیات خان: اور ان کو یہ جاننا چاہیئے کہ شاید اسی میں مصلحت ہو پروردگار کی۔ اگر مسلمان ہیں تو انکو یہ یقین کرنا چاہیئے کہ شاید اسی میں مصلحت ہو۔

Mr. Chairman: Thanks. I think, we come to the Order of the Day. Discussion on the following resolution moved by Syed Abbas Shah on the 8th February, 1987.

وہ تو ہے ہی نہیں تو پھر اس کو ڈیفر کرنا پڑے گا۔

I think, this will have to be deferred till such time that he is present. The next is one by Maulana Kausar Niazi Sahib.

جناب میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! اس کے بارے میں آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ بھی میں نے اس کے التوا کیلئے درخواست کی تھی، لیکن مجھے درخواست کرنی چاہیئے تھی سیشن کے لئے۔ اس کے بارے میں چونکہ مسئلہ بہت اہم ہے۔۔۔

جناب چیئرمین : گمبھیر ہے ۔

میاں محمد لٰیسین خان وٹو : گمبھیر ہے ۔ حکومت اس پر غور کر رہی ہے اس کے سارے aspects کو ہم exaime کر رہے ہیں ۔ میں مولانا صاحب سے نہایت ادب سے درخواست کروں گا کہ اس سیشن کے لئے وہ اسے ملتوی کرنے کی اجازت دیں ۔ تاکہ سارے اس کے پہلو دیکھ لئے جائیں جناب والا ! آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ بہت ہی complicated ہے اور اس میں آئین کی ترمیم کا معاملہ ہے ، دوسرے ہاؤس کا معاملہ بھی ہوگا ۔ اس لئے ہمیں مزید مہلت دی جائے تاکہ ہم اس کے سارے پہلو examine کر سکیں ۔

جناب چیئرمین : پچھلی نشست میں ، جہاں تک مجھے یاد ہے آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کے مولانا صاحب کے ساتھ دیرینہ مراسم ہیں آپ نے پھر اپنے مراسم کا واسطہ دے کر مولانا صاحب سے اپیل کی ہے تو مولانا صاحب فرمائیں کہ ....

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! جیسا کہ میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا میاں صاحب سے ہمارا بڑا پرانا تعلق ہے ۔

ے ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم

بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ واقعی بڑا اہم ہے اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ملک میں بہت سے vested interest یہ واویلا کرتے رہتے ہیں کہ پنجاب dominate کر رہا ہے exploit کر رہا ہے اور چھوٹے صوبوں کی حق تلفی ہو رہی ہے اب خود ایک پنجابی نے یہ مسئلہ ایوان میں اٹھایا ہے تاکہ چھوٹے صوبے جو ہیں ان کو مالی معاملات میں بھی کچھ کہنے کا ، کچھ say کا حق ملے کیونکہ سینیٹ ان کی نمائندہ ہے ....

جناب چیئرمین : مجھے اتنی اجازت دیں کہ آپ ایک طرف تو نیازی ہیں جو پٹھانوں سے رشتہ ہے دوسرے یہاں فیڈرل ایریا سے منتخب ہو کر آئے ہیں تو آپ اپنے آپ کو

خالص پنجابی نہیں کہہ سکتے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میں میانوالی میں پیدا ہوا ہوں جو ٹھیک ہے ضلع بنوں میں کبھی شامل تھا۔ میں اور خان عبداللہ خان روکڑی پھر یہ قرار داد ایوان میں پیش کرنے والے ہیں کہ اس کو دوبارہ صوبہ سرحد میں شامل کیا جائے۔ لیکن جب تک یہ شامل نہیں ہوتا اس وقت تک بہر حال وہیں کا ہوں تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ سینیٹ کے ممبر صاحبان ....

ملک نسیم احمد آہیر: جناب! کیا یہ پروگرام انہوں نے روس سے واپسی کے بعد بنایا ہے؟

مولانا کوثر نیازی: تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ دوسرے صوبے ہیں ان کے ممبر صاحبان پارٹی پالٹکس سے بالاتر ہو کر اپنے علاقوں کے صوبوں کے مفادات کے نقطۂ نظر سے سوچیں اور میں پارٹی اِن پاور کو بھی یہ کہتا ہوں کہ وہ ازراہ کرم اس کو دیکھیں تاکہ صوبوں کے درمیان ہم آہنگی اور مفاہمت میں اضافہ ہو اور علیحدگی پسندی کی تحریکیں ختم ہوں۔ لیکن چونکہ اب پھر میاں صاحب پرانے مراسم کا واسطہ دے رہے ہیں تو اب کیا کریں ورنہ .... پھر اسی تنخواہ پہ کام کریں گے۔ تو میں اصرار نہیں کرتا بے شک اگلے سیشن تک اسے ملتوی کر دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے یہ واقعی اس پہ بہت سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے یہ بات سینیٹ کے پہلے اجلاس میں بھی سامنے آئی تھی میرے خیال میں پروفیسر خورشید صاحب نے یہ بات اٹھائی تھی۔ جناب زہری صاحب نے یہ بات اٹھائی تھی لیکن اس وقت ایک فارمل کارروائی کے طور پر یہ پہلی دفعہ موشن آئی ہوئی ہے تو دونوں treasury benches کو اور سب کو غور و خوض کے بعد ہی کچھ فیصلہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور اس سے بہت ساری complications arise ہو سکتی ہیں۔ تو اگلے سیشن تک اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : میں جناب والا مشکور ہوں ۔

Mr. Chairman: Next Item—Legislative Business.

قاضی حسین احمد صاحب - نہیں ہیں - تو اس کو ڈیفر کرتے ہیں - نیکسٹ نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب نمبر ۶ ۔

Nawabzada Jehangir Shah: Thank you very much, Sir. As decided by our committee we have to defer it from today. We will put it next time, Sir.

Mr. Chairman: Sorry. I did not follow you.

Nawabzada Jehangir Shah: I want to defer it, Sir.

Mr. Chairman: Right. Deferred.

جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب نے درخواست کی ہے کہ وہ آج اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے تو ان کا جو بزنس ہے ڈیفر کیا جائے ۔ نیکسٹ محسن صدیقی صاحب ۔ ان کی application ہے ؟ تو پھر اس کو ڈراپ کرتے ہیں ۔ نہ انہوں نے کی ایپلیکیشن دی ہے نہ اس کی ڈیفرمنٹ کے لئے کہا ہے ۔ نیکسٹ ہے جناب فرید اللہ خان صاحب کے نام پر ۔ نمبر ۱۰ ۔

ملک فرید اللہ خان : جناب ہم بھی اس کو ڈیفر کرنا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ وزیر صاحب اور ہمارے درمیان اس مسئلے پر بات ہو رہی ہے ۔ تو اس کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے لیں ۔

جناب چیئرمین : آپ کی مرضی ہے ۔ آپ ڈیفر کرنا چاہتے ہیں اور وزیر صاحب کی بھی اگر یہی مرضی ہے تو ڈیفر کرتے ہیں ۔ کیوں جناب قاسم شاہ صاحب ؟ ٹھیک ہے ۔ ڈیفرڈ ۔ پروفیسر خورشید احمد ، یہ تو پہلے ہی ڈیفر ہو گیا ہے ۔ جناب سید فصیح اقبال صاحب ۔ نمبر ۱۲ ۔

RESOLUTION:—*RE*: ESTABLISHING INDUDTRIES IN BALUCHISTAN AND OTHER UNDER DEVELOPED PARTS OF THE COUNTRY

Syed Fasieh Iqbal: This House recommends to the Government to take comprehensive measures to encourage investers to establish

industries in Baluchistan in order to bring this province at par with other provinces of the country.

Mr. Chairman: The Resolution moved is:

> This House recommends to the Government to take comprehensive measures to encourage investers to establish industries in Baluchistan in order to bring this province at par with other provinces of the country.

Is it being opposed?

Mr. Shad Muhammad Khan: The word, "NWFP", should also be included in this resolution Sir, after the word, "Baluchistan".

(*Interruption*)

Mr. Chairman: Well, let me settle the first issue that the motion as such is not being opposed except for. . . . (*interruption*). Is the resolution being opposed? This is No. 12. I think, we are moving too fast today.

(*Pause*)

If you are not opposing it and you are accepting it well and good, I have no objection whatsover. This is entirely upto you.

Mian Muhammad Zaman: I don't oppose it, Sir.

Mr. Chairman: Then the amendment moved by Mr. Shad Muhammad Khan that after the word "Baluchistan", appearing in the third line of the resolution the words, "and NWFP", should also be added.

Sardar Khizar Hayat Khan: Sir, after the words, "and NWFP", the backward areas of Punjab should also be included.

مولانا کوثر نیازی: جناب سندھ نے کیا قصور کیا ہے۔

Mr. Chairman: Well, let us decide the first amendment. The amendment moved by Mr. Shad Muhammad Khan is:

> This House recommends to the Government to take comprehensive measures to encourage investers to establish industries in Baluchistan in order to bring this province at par with other provinces of the country.

(The motion was carried).

Mr. Chairman: The amendment is accepted unanimously. Now move the next one.

(Interruption)

Sardar Khizar Hayat Khan: I beg to move that the words, "backward areas of Punjab", should be included after the word, "NWFP" at the end of the resolution.

Mr. Chairman: The amendment moved is:

> I beg to move that the words, "backward areas of Punjab", should be included after the word, "NWFP" at the end of the resolution.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب ایک ترمیم ہے کہ فاٹا کا بھی اس میں ذکر ہو۔

جناب چیئرمین: پہلے میرے خیال میں ایک تو ختم ہونے دیں۔ جی۔ جناب سرتاج عزیز۔

Mr. Sartaj Aziz: Sir, I would suggest that after the words, "and NWFP", we may add, "and other less developed areas of the country". I think, backward is not a very good term and less developed is a better term.

Mr. Chairman: I agree with you.

Mr. Sartaj Aziz: We should say, "and other less developed areas of the country", that will also include areas of Sind.

(interruption)

Mr. Chairman: If the amendment moved by Mr. Sartaj Aziz is acceptable I think that would take care of the concerns of everybody.

(Pause)

Is that the sense of the House?

(The motion was carried).

مولانا کوثر نیازی: ایک ترمیم، سرتاج عزیز صاحب کی جامع عبارت کے باوجود میری طرف سے بھی ہے۔ پہلے آپ اسے منظور کرا لیں پھر میں ایک اور ترمیم پیش کروں گا۔ جو اس سے مختلف ہے۔

جناب چیئرمین: وہ تو منظور ہو گئی ہے۔

مولانا کوثر نیازی: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اسلام آباد میں بھی صنعتیں نہیں لگائی گئیں اسلام آباد کو بھی اس میں خاص طور پر شامل کیا جائے۔ کیونکہ یہ ہمارا کیپٹل ہے اور اس میں اب تک کوئی صنعت نہیں لگی۔

جناب چیئرمین: جناب ڈاکٹر محبوب الحق صاحب۔

Dr. Mahbubul Haq: Mr. Chairman, I gather the sentiments that the less developed regions of this country particularly Baluchistan and now added to that is the Frontier, FATA, other less developed regions in Sind and Punjab that they should be getting adequate investment. They should have an incentive framework where private industry can move in. They should have infrastructure which can attract both public and private development and I think, Sir, in line with that if we leave it with Baluchistan, Frontier and the less developed regions in other parts of the country that should cover it and we should not try to specify whether it is Islamabad or which other parts because it should apply to all the less developed regions.

[Dr. Mahbubul Haq]

Secondly I would like to suggest Sir, through you that we will be greatly guided by the honourable Senators if they have any specific proposals now or later which can encourage industrialization of these less developed regions because the 7th Five-Year Plan is in its final stages of drafting. We shall be able to include their suggestions in that plan. If they have anything specific to suggest by way of industrializing these less developed regions. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: Thank you. As far as I know of the present industrialization policy of the country, the concerns, which have been expressed this evening they have all been taken care of in that policy which was formulated in 1984 and which probably still holds the field with some further improvements since then. But it appears to me that the House unfortunately is not aware of what exactly that policy is and where it stands at present. Instead of moving resolutions of this type which would then be followed by resolutions for breach of privilege because the resolutions have not been implemented, will it not be better, I am just making a suggestion for the honourable Minister Incharge of Industry, to make a policy statement on the industrialization of the country outlining the measures in particular which the Government is thinking for industrialization of the under-developed areas of Baluchistan, NWFP, FATA, Sind, Islamabad or wherever. At the end of that debate and that discussion then you can come up with your own suggestion. During the discussion, the suggestions would also come up but at the end if you want to move formally you can also bring a resolution or some sort of motion that this is what should be further done with regard to that policy. That would also help the Planning Minister in his formulation of 7th Five-Year Plan. It would also help the Government in knowing the views of the Senate and I think that would be a more methodical method of proceeding about this whole business instead of passing a resolution in a hurry. So, if this is acceptable and if this is acceptable to the Minister also, I think, it would solve the difficulty that we are facing at present.

میاں محمد زمان: جی ہاں مناسب ہے جی۔

Mr. Chairman: Well, that being the position then I think Senator Fasieh Iqbal perhaps may not insist on his resolution, we will follow that course.

Syed Fasieh Iqbal: Please fix a date for it, Sir.

Mr. Chairman: Right. We will be in touch with him and we will fix a date in consultation with the Government.

Syed Fasieh Iqbal: Right.

MOTIONS UNDER RULE 187

Mr. Chairman: Thank you. Next Professor Khurshid Ahmed. He is still not here, it will have to be postponed. Abdur Rahim Mir Dad Khel Sahib, No. 14.

(i) *RE*: GENERAL POLICY OF THE GOVERNMENT ON PRISONS AND THE PREVAILING CONDITIONS IN PRISON HOUSES

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ جیلوں کے بارے میں حکومت کی عام پالیسی اور ملک کے اندر جیل خانوں کے موجودہ نظام پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Raja Nadir Pervaiz Khan: Opposed Sir.

Mr. Chairman: Right. I think let us have a brief discussion on this.

ممبر صاحب آپ پہلے تشریح کریں پھر میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی اس پر اظہار خیال فرمائیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! جیل پالیسی پر میں نے جب یہ قرارداد پیش کی تو سب سے پہلے میں نے چاروں صوبوں میں جیلوں کا دورہ کیا اور جیلوں کی حالت جو میں نے دیکھی ہے کہ ایسی جیلیں ہیں کہ جہاں ۲۰ قیدیوں کی گنجائش ہے تو وہاں ۶۰ قیدی رکھے گئے ہیں، مثال کے طور پر پشین میں جتنی جیل میں گنجائش ہے اس سے کہیں زیادہ تعداد میں قیدی وہاں رکھے گئے ہیں۔ پھر اس کی عمارت خستہ حال ہے اور اس کے اندر جو رہائش ہے وہ بھی بہت ہی ناگفتہ بہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ پیشاب اور قضائے حاجت بھی ایک کمرے میں ہوتی ہے وہاں تمام لوگ ایک ہی ہال کمرے میں ہوتے ہیں یہ facilities نہیں ہیں، ناقص غذا دیجاتی ہے اسکے ساتھ ساتھ پھر میں

[Mr. Abdur Rahim Mir. Dad Khel]

نے ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ کا دورہ کیا وہاں بھی یہی حالات تھے، اس کے علاوہ مچھ جیل کا بھی دورہ کیا، کوٹ لکھپت جیل لاہور کا بھی دورہ کیا اور اب حال ہی میں، میں نے پشاور جیل کا بھی دورہ کیا، اسی طرح سوات میں سیدو شریف میں بھی جیلوں کا دورہ کیا، وہاں یہ حالت ہے کہ تمام جیلوں میں جو نابینا اشخاص ہیں ان کو بھی ۳۰۲ کے مقدمے میں ملوث کیا گیا ہے، پھر ان میں ایسے ایسے قیدی ہیں کہ صلح اور رضامندی کے باوجود بھی، اگر انہوں نے کوئی قتل کیا ہے تو اس کے بعد رسمی طور پر یا شرعی طور پر، انہوں نے راضی نامے کئے ہیں تو ان راضی ناموں کے باوجود آج تک ان کے مقدمات کے فیصلے نہیں ہو سکے، اسی طرح ان لوگوں کو جو عام ملاقات کی اجازت نہیں دی جاتی اور اسی طرح ان کی صفائی کے لئے وکیل صفائی ہے یا کچھ اور ہے اسکے کارنامے ----- بہرحال بنیادی سہولت جو ہے قیدی اس سے محروم ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس پارلیمنٹ میں اس قرارداد کی حمایت کی جائے، یہ ایک انسانی مسئلہ ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ایک ملزم کو بے گناہ قرار دے کر اس کو رہا کیا جائے، ملزم جو ہے اس کو سزا دینی چاہیئے لیکن یہ نہیں ہے کہ ایک شخص ہے وہ سالہا سال سے جیل میں پڑا ہوا ہے لیکن اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کس جرم میں وہاں ہے --- جناب والا! ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ میری نشست تبدیل کی جائے کیونکہ وزرائے محترم آپس میں مذاکرات میں مصروف ہیں۔

جناب چیئرمین: وزراء صاحبان سے اپیل ہے کہ وہ order maintain کریں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اسی طرح اب حال ہی میں صدر پاکستان ایک شخص کے پاس جا رہے ہیں اس کا نام مہر دین ہے، وہ ۲۱ سال سے بے گناہ قید کاٹ رہا تھا اور اب اس قید سے آزاد ہوا ہے، اب صدر صاحب جو ہیں وہ معذرت کے لئے اس کے گھر جا رہے ہیں۔ آپ نے یہ اخباروں میں بھی پڑھا ہوگا، تو یہ ایک مثال ہے کہ بے گناہ سالہا سال تک جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ ہم کس گناہ میں اور

کس جرم میں یہاں جیل میں لائے گئے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسانی مسئلہ ہے اور اسلامی مساوات کے ناتے سے میں اس ایوان میں یہ بات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان مظلوموں کی فریاد سے تو عرش الٰہی بھی کانپ اٹھتا ہے تو آپ کیوں اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ خدارا ان حالات کو دیکھیں پھر قبائلی جو لوگ ہیں آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہاں کوہاٹ اور پشاور میں بھوک ہڑتال کئے ہوئے ہیں، کیوں کئے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کس گناہ میں اندر کیا گیا ہے آخر ہمارا قصور بتایا جائے تو یہ حالات ہیں لہٰذا جیل پالیسی ایک صحیح اور مثبت پالیسی ہونی چاہیئے، اور جو بین الاقوامی عدالتیں ہیں ان کی جیلیں ہیں ان سے ہماری جیلوں کا موازنہ کیا جائے ہم نہیں کہتے ہیں کہ ان کے برابر کیا جائے کیوں کہ وہ تو بہت ترقی یافتہ ہیں لیکن کم از کم انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اور اسلامی رشتے کے مطابق جیل میں سہولتیں ملنی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: مولانا کوثر نیازی۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میں اپنے دوست جناب عبدالرحیم میرداد خیل کی قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں، اسلام میں سزا کا جو تصور ہے وہ تعذیب کا تصور نہیں ہے کسی کو عذاب دینا مقصود نہیں ہے، مبتلائے عقوبت کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد تہذیب ہے کہ اس کو برائیوں سے پاک صاف کر کے ایک اچھا انسان بنایا جائے تاکہ وہ معاشرے میں اپنا صحیح حصہ ادا کر سکے، حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں، آپ نے جو بعض سزائیں دی ہیں اگر آپ ان کا مطالعہ کریں تو آپ کو نظر آئے گا کہ ان سزاؤں کا مقصد ہرگز ہرگز یہ نہیں تھا کہ کوئی شخص مدت مدید تک گرفتار بلا ہو جائے، یہاں تک کہ کوڑے لگانے کے ضمن میں بھی آپ نے بعض اوقات کسی بیمار کو دیکھ کر محض درختوں کی شاخوں سے ہی اس کو ہلکی سی ضرب لگانے پر اکتفا کیا بلکہ مس کرنے پر اکتفا کیا اور یہ فرمایا کہ اس سے سزا کا مقصد پورا ہو گیا، بدقسمتی سے ہمارے ملک میں بالخصوص مارشل لا کے زمانے میں سزاؤں کا جو نظام جاری کیا گیا وہ اتنا ظالمانہ تھا اور اس قدر بیداد پر مبنی تھا کہ اس کو دیکھ کر فی الحقیقت انصاف کا سر شرم کے مارے جھک جاتا ہے،

[Maulana Kausar Niazi]

جس طرح سزائیں سنائی گئیں عدالتوں میں بغیر صفائی کا موقع دیئے اور جس طرح کوڑے لگائے گئے اور جس طرح وہ کوڑے کھانے کے بعد لوگ آج تک جیلوں میں سڑ رہے ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے ....

ملک نسیم احمد آہیر: جناب والا! ریزولیوشن تو اس بارے میں ہے کہ جیلوں کی جو حالت ہے اس پر بحث ہو لیکن جو معاملہ ڈسکس ہو رہا ہے وہ تو سارا عدالتی نظام سے متعلق ہے، میر داد جیل صاحب کا بھی اور جناب مولانا کوثر نیازی صاحب کا سارا زور تو اس بات پر ہے .....

مولانا کوثر نیازی: میں جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے فاضل وزیر کو عرض کروں گا کہ میں تمہیداً چند الفاظ کہنے کے بعد اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، نہیں، ان کا یہ پوائنٹ صحیح ہے کہ یہ جیل ریفارمز کے متعلق ہے، سزاؤں کے متعلق نہیں ہے، جیل کے اندر جو کچھ ہے اس کے متعلق آپ فرمائیں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ میں تمہید کے بعد اصل موضوع پر آ رہا ہوں، تو وہ لوگ جنہیں ایسی سزائیں دی گئیں وہ سالہا سال سے جیلوں میں پڑے سڑ رہے ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے، آج ہی میرے پاس ایک وفد آیا اور اس نے یہ بتایا کہ میانوالی جیل میں مارشل لاء کے زمانے میں ریڈیو پاکستان کا ایک ملازم زاہد بلوچ جسے سات سال قید با مشقت سزا سنائی گئی تھی محض سیاسی جرم میں کہ اس نے کوئی پمفلٹ لکھا تھا یا چھاپا تھا یا پھیلایا تھا وہ اس جیل کے اندر دماغی عارضے کا شکار ہو گیا ہے، دماغی مریض ہے، پاگل ہو گیا ہے اور کئی مہینوں سے وہ اس عارضے میں مبتلا ہے لیکن جیل اتھارٹیز نہ خود اس کا علاج کرتی ہیں اس لئے کہ ان کے پاس علاج معالجے کا کوئی مکمل انتظام نہیں اور نہ اسے پاگل خانے بھیجا جاتا ہے تاکہ وہاں اس کا پوری طرح علاج کیا جائے۔

جناب والا! جیلوں کا جو حال ہے اور جس طرح وہاں سزا یافتگان کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے میں عام قیدی کی بات نہیں کرتا وہ قیدی بھی جنہیں بزعم خویش حکومت اے کلاس دیتی ہے ان کا حال یہ ہے کہ وہ بھی دواؤں کو ترس رہے ہیں، میں گذشتہ دنوں اس ملک کے ایک مقتدر سیاسی رہنما ملک غلام مصطفےٰ کھر سے ملنے کے لئے راولپنڈی کے قریب اڈیالہ جیل میں گیا، ان کی صحت دیکھ کر مجھے بے حد دھچکا لگا، وہ بے حد علیل تھے اور انہوں نے کہا کہ مجھے علاج معالجے کی سہولت حاصل نہیں ہے، مجھے دوائیں نہیں مل رہی ہیں۔ سنا ہے آپ ملک سے باہر جا رہے ہیں اگر یہ دوائیں جواب میں آپ کو لکھوانے والا ہوں ملک سے باہر کہیں آپ کو دستیاب ہو جائیں تو آپ میرے لئے لیتے آئیں۔ گویا حکومت کی جیلیں بیمار قیدیوں کو علاج و معالجے کی سہولتیں فراہم کرنے سے قاصر ہیں ان قیدیوں کو جو ظاہر ہے اے کلاس میں ہیں اور جس کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ بڑے آرام سے جیل میں زندگی گذار رہے ہیں۔ لوگوں کے کئی کئی سال ایسے عالم میں جیلوں میں گزر جاتے ہیں ان کو اپنے مقدموں کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہوتی کوئی معلومات نہیں ہوتیں اور چودہ چودہ سال وہ ان عقوبت کدوں میں گزارنے کے بعد باہر نکلتے ہیں تو ہمارے ملک کے ارباب اقتدار ان کے پاس پرسا دینے کے لئے پہنچتے ہیں کہ واقعی تم پر بڑا ظلم ہوا کہ تم نے عمر قید کاٹی اور بغیر کسی جرم کے تم جیل خانے میں پڑے رہے لیکن تمہارے ساتھ انصاف نہیں ہو سکا۔

جناب والا! جیلوں میں ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کا جو جیلوں کا نظام ہے اسے ختم کیا جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جب وہ جیل میں تھے تو آپ جانتے ہی ہیں کہ کس طرح دو قیدی ان کے پاس آئے۔ خواب کی تعبیر لینے کے لئے اور کس طرح انہوں نے بادشاہ کے نام اپنے بارے میں پیغام دیا اور پھر وہ کئی سال بھول گئے اور حضرت یوسف جیل میں پڑے رہے کسی نے ان کے بارے میں پلٹ کر نہیں دیکھا کہ کون جیل میں پڑا ہے یہی عالم ہماری جیلوں کا ہے۔ جناب چیئرمین!

[Maulana Kausar Niazi]

میں خود دو تین دفعہ جیل جا چکا ہوں سیاسی قیدی کی حیثیت سے گیا ہوں جناب والا! جو خوراک وہاں ملتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان تو ایک طرف حیوان بھی اسے کھانے کے لئے تیار نہیں۔ وہ دال جس پر دال کا الزام لگانا تہمت سے کم نہیں وہ کسی معقول آدمی کے لئے کھانا یا کسی صحت مند آدمی کے لئے کھانا بذات خود ایک بہت بڑا مرض مول لینے کے مترادف ہے جو روٹیاں وہاں دی جاتی ہیں آدھا ان کے اندر آٹا ہوتا ہوگا آدھا ان کے اندر مٹی خاک اور برادہ وغیرہ ملا ہوتا ہے یعنی نوالے کو منہ میں رکھنا ایک انسان کے لئے مشکل ہے چبانا تو ایک طرف رہا۔ جناب چیئرمین! اس عالم میں جو قیدی زندگی گزار رہے ہیں آپ سمجھ سکتے ہیں آپ جب انہیں باہر نکالیں گے وہ معاشرے کے ایک صحت مند فرد کی حیثیت سے کیسے اپنے فرائض ادا کر سکتے ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ جیلوں کو تعذیب کدہ بنانے کی بجائے تہذیب کدہ بنایا جائے وہاں ان کو روزانہ باہر نکلنے کا موقع ملے صحن میں بیٹھنے کا، کتابیں پڑھنے کا۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ ان کے کمرے کے اندر ہی قضائے حاجت کا برتن بھی رکھا ہوتا ہے وہیں پانی بھی رکھا ہوتا ہے مخصوص اوقات ہوتے ہیں جن کے اندر وہ نکل کر اجتماعی بیت الخلاء میں جا سکتے ہیں اور اگر اس کے علاوہ کبھی ان کو حاجت ہو جناب والا! چار چار پانچ پانچ قیدی ایک ہی کمرے میں ایک دوسرے کے سامنے قضائے حاجت کرتے ہیں۔ یہ صورت حال ایسی ہے جانور بھی اس صورت حال کا مقابلہ نہیں کر سکتے کجا کہ ہم انسانوں سے یہ توقع رکھیں۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جیل کے سلسلے میں جو محمود علی صاحب کی قیادت میں کمیشن بنایا گیا تھا اور جس نے جیلوں کی اصلاح کیلئے ایک جامع منصوبہ دیا تھا اور مجھے معلوم ہے اس کے اندر بڑی اچھی اچھی تجاویز ہیں کیونکہ جناب محمود علی سے اس سلسلے میں میری بھی کافی لمبی چوڑی بات چیت ہوئی تھی وہ عرصہ دراز سے معرض تعویق میں پڑا ہے اور حکومت جو اسلام لانے کی بے حد مدعی تھی مارشل لاء کی حکومت، اس نے بھی اسکو کولڈ سٹوریج سے نکال کر نافذ کرنے کی کوشش نہیں کی اس کی تجاویز کو قبول نہیں کیا اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کمیشن کی تجاویز کا کیا

بنا میں سول حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اولین فرصت میں کمیشن کی ان تجاویز کا جائزہ لے اور جو تجاویز قابل عمل ہیں اور جو تجاویز انہیں صحیح لگتی ہیں انہیں عملی جامہ پہنایا جائے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح جیلوں کے اندر لائبریریاں بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ لائبریری کے نام پر اول تو جیل میں کوئی چیز ہوتی نہیں ہے لیکن جو لائبریریاں وہاں ہیں بھی تو ان کی اعلےٰ کتابیں خود جیلر صاحبان، افسر صاحبان اپنے نام لگوا کر لے جاتے ہیں اور پھر مہینوں وہ واپس نہیں آتیں۔ کوئی قیدی انہیں پڑھنے کے قابل نہیں ہوتا اس بات کی ضرورت ہے کہ اعلےٰ درجے کی لائبریریاں ان جیل خانوں میں موجود ہوں وہاں اوقات مقرر ہوں جہاں قیدی جا کر مطالعہ کر سکیں وہ اپنے نام کتاب ایشو کرا کے اپنے کمرے میں بھی لے جا سکیں اور وہ کتابیں پڑھیں۔ مزید برآں جناب والا! علماء کرام کو مقرر کیا جائے جو روزانہ تمام قیدیوں کے سامنے درس قرآن دیں مجھے معلوم ہے بعض جگہ پر جمعہ پڑھنے کا اہتمام کیا گیا ہے یہ الگ بات ہے کہ قیدیوں پر جمعہ واجب ہے یا نہیں ہے یہ الگ بحث ہے لیکن بہرحال یہ کہیں کہیں انتظام ہے لیکن اس بات کی ضرورت ہے کہ صبح کا آغاز ایک عالم دین کے درس قرآن سے ہو اور تمام قیدی وہ درس قرآن سنیں تاکہ اسے پھر وہ اپنے دل و دماغ میں جذب کر سکیں۔

جناب والا! وہاں جو نظام جیلوں کے اندر رائج ہے وہ یہ ہے کہ جو بعض با اثر قیدی ہوتے ہیں جن کے پاس پیسے ہوتے ہیں جو جیلر صاحبان کو رشوت دے سکتے ہیں وہ رات اپنی جیل سے باہر بھی گزارنے پر قادر ہیں وہ رات جیلوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں اپنے دوستوں کے گھروں میں چلے جاتے ہیں وہاں رہتے ہیں پھر واپس بھی آجاتے ہیں مجھے یہ بھی معلوم ہے بعض جیلر صاحبان کے گھروں پر ایسے قیدیوں کو بلایا جاتا ہے اور انہیں بیوی بچوں کے ساتھ رات گزارنے کا اور بیٹھنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے وہ ٹیلی فون باہر کر سکتے ہیں یہ سارے کام ہوتے ہیں لیکن وہ لوگ یہ سارے کام کر سکتے ہیں جن کے پاس پیسہ ہے

[Maulana Kausar Niazi]

اور جو رشوت دے سکتے ہیں لیکن جو عام قیدی ہے وہ غریب ایسی زندگی گزارتا ہے کہ اس زندگی کے تصور سے بھی انسان لرز اٹھتا ہے تو جیلوں کے نظام کی اصلاح کے ساتھ ساتھ خود جیلر کی تربیت کا بھی انتظام ہونا چاہیئے کہ جیلرز کے اندر خدا خوفی اور خدا ترسی پیدا ہو اور وہ اسلامی اخلاق سے آراستہ ہوں تاکہ وہ اپنے فرائض انتہائی ذمہ داری کے ساتھ ادا کر سکیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ عام قیدی کو وہاں دودھ کے نام پر جو مشروب پلایا جاتا ہے کبھی آپ اسے ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو یوں نظر آئے گا جیسے چونا گھول کر پانی کے ایک بہت بڑے ٹب کے اندر ڈال دیا گیا ہے اس کا رنگ سفید ہے باقی اسکے اندر کچھ نہیں ہے۔ پھر قیدی کیا کرتے ہیں، ہسپتال کا جو ڈاکٹر معائنے کے لئے روزانہ آتا ہے جیل کے ہسپتال کا اس کو رشوت دے کر اپنے آپ کو ہسپتال کے اندر ایڈمٹ کراتے ہیں تاکہ انہیں کچھ دنوں کے لئے اچھی خوراک مل سکے۔ ڈاک کا نظام اتنا ناقص ہے کہ ہر خط جو قیدی کے نام آتا ہے وہ سنسر کے نام پر کئی کئی دن پولیس کے محکمہ کے پاس پڑا رہتا ہے پندرہ پندرہ دن کے بعد ایک ہی شہر سے لکھا ہوا وہ خط جو ہے ان کو پہنچ پاتا ہے کسی قیدی کو کسی جیل میں ٹیلی فون پر کوئی میسج آپ پہنچا نہیں سکتے۔ الا یہ کہ آپ جیل کے جو صاحبان دروبست ہیں ان کی مٹھی گرم کریں۔

جناب والا! ملاقات کا منظر کبھی آپ دیکھیں جس طرح قیدیوں کے ساتھ ان کے لواحقین کی ملاقات کرائی جاتی ہے ایک حشر کا منظر ہوتا ہے سلاخوں کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہیں باہر ان کے ملنے والوں کا ایک ہجوم بچوں کا، عورتوں کا، رشتے داروں کا اجتماع ہے اور وہ غریب آپس میں ہاتھ ملا رہے ہیں درمیان میں بڑے بڑے جنگلے حائل ہیں وہ مل نہیں سکتے وہ اپنے حقیقی جذبات کا قلبی جذبات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ ڈنڈا لئے پولیس کا سپاہی کھڑا ہے، اگر آپ اسکی مٹھی میں، پندرہ، بیس، پچاس کے نوٹ رکھیں گے تو پھر وہ آپ کو دلجمعی کے ساتھ بات چیت کرنے دے گا ورنہ کہے گا کہ وقت ختم ہو گیا ہے، اور ڈنڈے مار کر رشتہ داروں کو بھگا دے گا اور جو صاحبان با اثر ہیں وہ جیل کے کمرے میں جا کر کرسی پر بیٹھتے ہیں اور

وہاں جاکر قیدیوں کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ وہ باتیں ہیں جو بالکل خالی الذہن ہوتے ہوئے میں نے عرض کی ہیں، اپنے تجربے کے پیش نظر، ورنہ ایک قیدی کی جو حالت ہے وہ اس سے کہیں زیادہ بدتر ہے، تو میں سول حکومت سے یہ گزارش کروں گا وہ جیلوں کے کمیشن کی رپورٹ کا جائزہ لے جو نقائص ہیں جو خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے جیلیں چوروں کی، ڈاکوؤں کی ٹریننگ کا مرکز بن گئی ہیں جن کی وجہ سے ایک قیدی اور زیادہ مشتعل ہو جاتا ہے اپنے معاشرے کے خلاف، جب وہ بے انصافی کا نظام جیل میں بھی پاتا ہے تو اس کے خلاف لڑنے کے لئے، اس کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ باہر جاکر میں اس معاشرہ سے انتقام لوں گا۔ یہ جیل خانے چور پیدا کرنے کا، ڈاکو پیدا کرنے کا بہت بڑا اڈہ بنی ہوئی ہیں۔ اس لئے ان اڈوں کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہاں قیدیوں کی اصلاح ہو اور وہ معاشرے کا صحیح فرد بن سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جناب چیئرمین! اس قرارداد کی میں تائید کرتا ہوں، صرف دو تین باتیں عرض کروں گا۔ آپ کو یقیناً اس کا علم ہو گا کہ اسلامی عدالت کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب نیا جج آتا ہے تو اس کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ وہ قیدیوں کی حالت دیکھے اور یہ معلوم کرے کہ ان میں سے کوئی بے گناہ تو نہیں ہے۔ وہ حالات جو ان کے ہیں وہ علیحدہ بات ہے، لیکن انکے کیسز کا معائنہ کرنا ضروری ہے جب جج پہلی بار اپنی عدالت میں آتا ہے اور اپنا چارج لیتا ہے تو اس کا پہلا فریضہ یہی ہے، یہ آپ ان قواعد میں دیکھ سکتے ہیں۔

جس طریقے سے انہوں نے فرمایا ہے کہ کئی لوگ وہ ہیں جو بے گناہ جیلوں میں پڑے ہوتے ہیں۔

[Qazi Abdul Latif]

ہمارے اپنے شہر کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص جس کو عمر قید ہوئی تھی، اس نے مصالحت کر لی ہے اس کے عوض اس نے پچاس ہزار روپیہ مقتولین کے ورثاء کو دے دیا ہے لیکن چھ مہینے سے ابھی تک وہ کیس آخری مرحلے تک نہیں پہنچا تاکہ اس کی رہائی ہو جائے حالانکہ اس کی رہائی ہو سکتی ہے اور یقیناً ہو گی۔ لیکن اس درمیانی عرصہ کے دوران اس سے متعلقہ کاغذات آج تک ادھر ادھر دفتروں میں بھٹک رہے ہیں اور اس کی رہائی آج تک نہیں ہو سکی ہے، اسی طریقے سے اس کا ذہنی توازن بھی خراب ہو چکا ہے۔ بہرحال اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کا معائنہ کرایا جائے اور اس کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! اور کوئی سپیکر ہیں تو ۔ ۔ ۔ نوابزادہ جوگیزئی صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
جناب چیئرمین صاحب! یہ معاملہ صرف جیلوں سے ہی متعلقہ نہیں ہے۔ بلکہ عدالت، قانون اور جیلوں کے تمام نظام پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔ ہمارے معاشرے میں جیل جیسا ناقص نظام، جس کی کچھ جھلکیاں مولانا صاحب اور میرداد خیل صاحب نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں، تبدیل کرنا ضروری ہے۔ میں چونکہ خود مجسٹریٹ رہ چکا ہوں۔ مجھے خود علم ہے کہ جیلر صاحبان کس طرح سے راشن میں سے اپنا حصہ لیتے ہیں اور کیسی ناقص غذا ان کو دیتے ہیں۔ کسی زمانے میں جیلوں کی کافی انسپکشن بھی ہوتی تھی، پڑتال بھی ہوتی تھی، جواب طلبی بھی ہوا کرتی تھی مگر ایک یہ زمانہ ایسا آیا ہے کہ جیل کو بالکل خود مختاری دے دی ہے آپ کو علم ہو گا کہ جیل مینوئل میں جو اختیارات، مارنے پیٹنے کے متعلق حاصل ہیں، وہ بذاتِ خود نظر ثانی کے قابل ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر اسلامی سزائیں مقرر ہوں تو اسلام میں تو جیل کا تصور ہی نہیں ہے۔ آدمی ایک دوسرے سے لڑتے ہیں، زخم کھاتے ہیں، زخم لگاتے ہیں، قتل کرتے ہیں، قتل ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق سیدھی سادھی بات ہے اس کا بدلہ لیا جائے یا اسے اسلامی سزا دی جائے، کسی صورت میں جیل کی سزا نہ دی جائے، چور کا ہاتھ کاٹا

جاتا ہے، فساد فی الارض کی سزائیں مقرر ہیں، جیل کا تو کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اب جیل کے جو منفی اثرات اس پر مرتب ہوتے ہیں، تو وہ اس جرم سے جس کی اس نے سزا کاٹی ہے، زیادہ مجرم بن جاتا ہے جب وہ باہر نکل کر آتا ہے۔

میں اس پر زیادہ تبصرہ نہیں کروں گا کیونکہ اس پر کافی اظہار خیال ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قباحتوں کے تمام پوشیدہ گوشے عیاں ہو چکے ہیں، بات صرف یہ ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ اس کی اصلاح جیل سے شروع کرنی ہے یا قانون سے شروع کرنی ہے۔ عدالت سے اصلاح شروع کرنی ہے یا اس معاشرہ سے کرنی ہے۔ سارے مسئلے جو ہیں یہ معاشرے کے بھی ہیں اور حکومت کے بھی ہیں۔ سیاسی جماعتوں سے بھی اس کا تعلق ہے کیونکہ سیاسی جماعتوں کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگوں میں شعور پیدا کریں اور لوگوں کو منظم کریں۔ اسی طرح اسلام بھی تو یہی چیز بتاتا ہے کہ تم خیر الامت ہو، اور امر بالمعروف کرتے ہو اور نہی عن المنکر کرتے ہو، یہ سب مسلمانوں کی خصوصیات ہیں۔ پھر خصوصاً جو قوم کی طرف سے نمائندے ہوں، یا قومی حکومت ہو، ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان چیزوں کا خیال رکھے۔

انگریزوں کی حکومت میں بھی جیلوں میں سختی تھی، مگر انسپکشن ضرور ہوتی تھی۔ میں نے تو آج تک نہیں دیکھا ہے کہ کسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، سٹی مجسٹریٹ، یا علاقہ مجسٹریٹ نے کسی جیل کا معائنہ کیا ہو اگرچہ بعض سیاسی لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ جیلوں میں جا کر وہاں کے حالات دیکھیں۔ مگر جس وقت تک ایک مؤثر اور ایک ترمیم شدہ طریقہ کار نہ کیا جائے جس کے تحت ایک آدمی جیل سے نکلنے کے بعد ایک اچھا شہری بن کر نکلے، اس وقت تک جیلوں کی حالت نہیں بدل سکتی۔ اب تک جتنے بھی جیل سے افراد رہا ہوئے ہیں، بدترین مجرم بن کر رہا ہوئے ہیں۔ ان سے بڑے نفسیاتی اور منفی معاشرتی اثرات بھی مرتب ہو رہے ہیں اس سے معاشرہ کو کوئی فائدہ بھی نہیں ہو رہا ہے ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور حکومت سے درخواست کروں گا کہ جیل کے نظام کی طرف فوری توجہ کی جائے۔

Mr. Chairman: Thank you. Who is going to respond on a behalf of the Government?

Raja Nadir Pervaiz Khan: Yes Sir.

Mr. Chairman: Jenab Nadir Pervaiz Sahib.

Raja Nadir Pervaiz Khan: Thank you, Sir

Sir, before starting my answer, I would like to bring it on record that probably I am the only Member who has gone through the jail for the maximum period, *i.e.*, 7 years of rigorous imprisonment. Sir, I went to jail in the days of the Martial Law a number of times because that was the start of my political career and one has to go through that, Sir.

I will come to the motion now, Sir. Some of the points which have been raised by the honourable Members are genuine. The recommendations have been noted down but before I come to the final conclusion, Sir, I would like to submit that the general policy about the prisoners, the general principles of the policies of the Government are laid down according to the Geneva Convention, Sir, for the standard minimum rules of treatment of the prisoners, 1955, the salient features are as under:

> Most important is Sir, to convert the prison houses into correction houses because every human being is always found to reforms and changes and improvements. The convicts are classified according to their nature of crime, age, sex and they are kept separately accordingly. Prisoners' welfare societies and prisoners aid societies are allowed to visit the jails and work for the welfare of the prisoners. Complete freedom of religion and faith to the jail inmates. provisions for the facilities to each prisoner to improve his level of learning and education.
>
> Provision of libraries in jails duly equipped with the books.
>
> After undergoing sentence, the prisoners could join the society as a bread-earner and live as a respectable citizen.
>
> Provision of facilities regarding psychiatric treatment and other facilities.

Provision of technical training facilities in the field of agriculture, industry and indigenous industries.

Provision of lavish parole facility to the prisoners including their rehabilitation. Discouragement of excessive use of bar fetters and other prisoners punishments. Full medical cover to all expecting mothers in the jail and no labour farm for such mothers. Strict security arrangements for the jail inmates.

There are certain prevailing conditions and now Sir, the following statutes for regular treatment for the prisioners in the country and they are governed by the Prisoners Act 1894, the Prisoners Act 1900. The Reformatory Schools Act 1897. The Punjab Borstal Jail Act 1926 and the Pakistan Prisons Rules 1978. These rules are comprehensive and ensure the following conditions for the prisoners:

— Srtict security arrangements,

— Classification of the prisoners regarding their superior classes, simple imprisonment, juvenile, youthful offences, women prisoners and children etc. etc.

— General treatment for the prisoners with regard to the diet, clothing, equipment, letters, interviews etc.

— Physical welfare of the prisoners with regard to their accidents, medical administration, sanitation, prisoners industries etc.

— General welfare of the prisoners with regard to the prisoners property, appeals, petitions.

— Release of prisoners, transfers and remissions.

The above referred statutes are available in the Ministry Sir, and any honourable Member is they like to go through that they will always be made available. Apart from these reforms Sir, the Government constituted a high powered Cabinet Committee on prison reforms to make the recommendation to further improve the lot of the prisoners and to improve the prevailing conditions in the prisons. The report on prison reforms has been submitted to the President on the 1st of January, 86 and its recommendations are under active consideration.

[Raja Nadir Pervaiz Khan]

Further concrete actions shall be developed when these recommendations are approved. However, these recommendations would further ensure the following prison conditions:

— Each district would have its own jail and it would be cemented, protected, Pacca, modern living facilities like as the flush WCs, open parks, mosques, libraries, sitting rooms.

— Each Inspector General of Prisons in Pakistan shall be equipped with its own PWD so that all the necessary works for repair, construction and remodelling of the prison is carried out.

— Courts shall be requested to furnish copies of the judgement in cases of each prisoner and the jail staff shall be asked to read these judgement carefully to acquaint themselves with the background of offences of each prisoner.

— A committee comprising of the SPs, DCs, the Sessions Judges and Jail Superintendents shall be formed with a view to disposing of the cases with the maximum speed so that the number of under trials is reduced as far as possible.

— The committee shall be asked to meet the under trials within regular frequent intervals.

— No district Jail shall be created unless and until the proper jail has been constructed for it.

Sir, I would like to clarify some of the points raised out by the honourable Members. Mir Dad Khel Sahib Sir, was very keen but mostly he was emphasising on the conditions in the courts, the delaying of the cases, the delaying of the judgements, or those people have reached at an accord between two parties and the decision has not been taken. The jail authorities inside the jail has nothing to do as far as the, " صلح نامہ " is concerned that is the duty of the court and the District Magistrate, Sir. The jail authorities have nothing to do with that. The moment a decision has been taken.

ان دونوں میں صلح ہوگئی ہے۔ تو وہ فیصلہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کرے گا۔ گورنمنٹ کرے گی جیل کے inmates یا جیل کے اندر کا جو قانون ہے اس کا اس کے ساتھ کوئی

تعلق نہیں ہے۔ اور انہوں نے کہا کر کچھ لوگ ایسے ہیں جو عدالتوں کے فیصلے کے باوجود کئی سالوں سے جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔

I just want to ensure that the jail aid societies and jail welfare societies are active in each district, Sir. When I was a prisoner or I was an accused and kept in the jail lock up Sir. These People used to regularly visit the jails and they would use to provide the facilities as well as the lawyers/advocates were concerned to defend those people. As far as the visiting of the people are concerned from the Government side Sir, a District Magistrate, the Sessions Judge and other higher officials have visited the jail during regular intervals I have seen them when I was in the jail Sir, once a month they used to visit jail and they used to go around the jail and meet the prisoners and find out their difficulties and problems, Sir. The Government is very much concerned about the conditions of the prisoners in the jail Sir, and they will make their utmost efforts to improve the conditions and once the report of the Commission comes before the Cabinet, I assure you Sir, the conditions would be further improved.

As to what is used to be in the days when I was a prisoner and the Government people were there at the helm of affairs and some of the Ministers used to make the statement in the newspaper, "کہ ہم جیلوں کے جال بچھادیں گے" whereas this is not our philosophy, Sir. This is not what we believe in. We believe in that people should be the minimum in the jail and they should have the best facilities available so that action of the Government should be corrective one, so that once they come out of the jails, they should be better citizens. They should be the people who could be useful citizens to the society available outside the jails. I just wanted to emphasise that the jail authorities have been instructed by the Provincial Governments to ensure the religious activity in the jails if they want to regularise that. Even the teaching of the Holy Quran Sir, the people once they complete the Holy Book in the jail they are given definite remissions in their punishments. All these things are incentive given to prisoners, inside so that they can improve their lot.

As far as the education is concerned, the religious education, the, "قرآنی تعلیمات" and other things for that matter are imparted there. All these steps have been taken by the Government to improve the conditions within the jail Sir, and last of all Sir, that this subject basically under the Constitution comes as a Provincial subject and we are intouch with the Provincial Governments to improve the lot of the prisoners and I

[Raja Nadir Pervaiz Khan]

would request the honourable Member with the brief statement which I have given, not to press his motion. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: This brings us to the conclusion of the debate on the reforms in jails moved by Senator Mir Dad Khel under Rule 187. We move to the next two, I think, they are in the name of Professor Khurshid Ahmed and will have to be deferred in compliance with his request. The last one stands again in the name of Abdur Rahim Mir Dad Khel. If you are in a mood to start a discussion on that, we certainly can have that. But if you think that it should be adjourned at this time, then I would permit Senator, Mir Dad Khel to move his motion and leave the discussion to some other date. It would then make it a commenced business.

جناب میر داد خیل صاحب آپ پڑھ لیں۔ بحث کا وقت نہیں ہوگا کیونکہ ان کی ایک دو engagements ہیں لیکن یہ pending business میں آجائے گا۔ اگلی دفعہ اس کو priority ملے گی۔

(ii) *RE*: LABOUR POLICY ABOUT THE WELFARE OF MINE WORKERS AND CONDITIONS OF LABOUR

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: جی ہاں میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ کان کنی کی صنعت میں کان کنوں کی فلاح بہبود اور شرائط کار سے متعلق لیبر پالیسی کو اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: The motion moved is:

"That this House may discuss the labour policy in its application to the welfare of mine workers and conditions of labour in the mining industry."

I think we will postpone the debate on this to the next sitting. This brings us to the end of the business for the day and we will have to postpone the present sitting. Do you want to say something Sartaj Aziz Sahib?

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, on behalf of the Justice Minister I beg to move that under Rule 229 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1973 the requirement of Rule 36 regarding the Question Hour be suspended for 19th October enabling the House

to dispose of the legislative business as no sittings was scheduled to be held on Monday the 19th October, the list of questions and their answer could not be put on the agenda for 19th October.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب میرداد خیل۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ جب بھی حکومت کو اپنی کوئی چیز مقصود ہو تو وہ ہنگامی اجلاس بلا لیتی ہے اور سینیٹ کے ممبران کو ایک ربڑ سٹیمپ بنا رکھا ہے کہ جب چاہو ان کو بلا لو اور یہاں کام لو اور جب چاہو ان کی چھٹی کر دو۔ تو یہ ایوان کے وقار کے خلاف ہے اور حسب معمول جس طرح کہ سوالات ہوتے ہیں، تحاریک ہوتی ہیں اور اسی طرح کے اور کام جس طرح رولز اور قانون کے مطابق ہیں کئے جائیں۔ اس طرح سینیٹ کے وقار میں اضافہ ہوگا ہم نہیں چاہتے کہ اس وقار کو ختم کریں۔ اس میں ہم اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سوالات جن پر لوگوں نے محنت کی ہے آپ یہاں ختم کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں یہ گذارش کروں گا کہ ہمیشہ سینیٹ کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ جب بھی کوئی بل آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہاں سے پاس ہو کر آگیا ہے لہٰذا آپ بھی پاس کریں۔ اور جلدی سے کریں۔ تو اس پر مکمل طریقے سے سوچنا چاہیئے۔ جس طرح بلوں کی اہمیت ہے۔ اسی طرح سے ان کی بھی اہمیت ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس کو بدستور جاری رکھا جائے گا تو یہ اسمبلی کی روایات کے مطابق ہوگا۔

جناب چیئرمین: اصولاً میرا آپ دونوں حضرات سے اتفاق ہے لیکن ایک مشکل یہ آ رہی ہے کہ چونکہ کل نان سٹنگ ڈے تھا نان شیڈولڈ ڈے تھا اس لئے وہ روٹا ڈے میں نہیں آیا تھا۔ کسی وزیر صاحب کی یہ ذمہ داری نہیں تھی کہ وہ کل سوالات کا جواب دے تو اگر ہم سوالات کی اجازت دے بھی دیں تو سوالات کے جوابات ہوں

[Mr. Chairman]

گے نہیں۔ باقی اگر تحریک استحقاق اور تحریک التواء کوئی ہیں تو وہ مؤخر نہیں کئے جا رہے صرف سوالات مؤخر کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ سوالات کے لئے ایک وزارت کو تین دن کا نوٹس چاہیئے۔ اور یہ چونکہ پہلے سے ہی نان سٹنگ ڈے تصور کیا گیا تھا اس لئے وہ نہیں ہو سکے گا۔ تو یہ ایک مجبوری ہے، اصولاً میر داد خیل صاحب نے جو فرمایا اور آپ جو ارشاد کرتے ہیں، مجھے اس سے اتفاق ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک مجبوری ہے، یہ اجلاس ایسے دن ہو رہا ہے جو کہ پہلے نظام الاوقات میں شامل نہیں تھا۔ تو یہ ایک مجبوری آ رہی ہے۔ بہر حال جو ایوان کی رائے ہو۔ آپ وقفہ سوالات ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔

(The motion was carried).

جناب چیئرمین : یہ اجلاس کل تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل انشاء اللہ دس بجے پھر ملیں گے وقفہ سوالات نہیں ہوگا باقی سب کارروائی معمول کے مطابق ہوگی۔

[The House adjourned, meet again at ten of the clock in the morning on Monday, October 19, 1987].

PCPPI—150(88)Senate—27-5-1991—300